اس کے علاوہ ان سے درخواست کرنا اس بات پر موقوف ہے کہ اہلِ قبور سنتے ہیں، حالانکہ یہ کافی مختلف فیہ شے ہے۔ اور قرآن و حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ: وہاں "سلسلۂ سماع" منقطع ہے کیونکہ سننے کا تعلق جس "حاسہ" سے ہے وہ بھی وہاں معدوم ہے۔ اور جن برقی لہروں سے یہ سلسلہ جنبانی ممکن ہوتی ہے وہ بھی وہاں ناپید ہیں۔ اس کے علاوہ وہ جہاں اور ہے یہ جہاں اور ہے۔ دونوں کے مابین کنکشن کے لیے کسی رابطہ کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ وہاں وہ اپنی کمائی کا پھل پانے کے لیے پہنچے ہیں، کچھ کرنے کے لیے نہیں گئے، کیونکہ وہ دار العمل نہیں، دار الجزاء ہے، دعا بندے کا ایک عمل ہے ثمر نہیں ہے۔

خدا سے اگر مایوسی ہوتی تو دوسرے امکانات کا جائزہ لینے کی باری بھی آسکتی تھی، خدا تو فرماتا ہے

میں تمہاری شہ رگ سے نزدیک ہوں۔

واسطہ کی ضرورت وہاں ہوتی ہے، جو پاس نہ ہو، یا پاس ہو تو سنتا نہ ہو۔ وہ تو فرماتا ہے:

"مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا" اگر آپ اس کے بجائے مزارات کی طرف دوڑیں گے تو پھر اس کے معنی ہوں گے کہ آپ خدا کو بدنام کرنے کو دوڑے ہیں کہ وہ میری نہیں سنتا۔ حالانکہ یہ بات بالکل غلط ہے۔ ہاں خود بھی خدا سے دعا کریں اور دنیا میں موجود بزرگوں کو بھی اپنے ہمراہ ملائیں تاکہ درِ اجابت جلدی کھل جائے تو سونے پر سہاگہ ہے۔ اگر حدیث سے موجود بزرگوں سے دعا کرانا ثابت نہ ہوتا تو ہم اس کی بھی اجازت نہ دیتے۔ چونکہ یہ پردہ حدیث نے اٹھا دیا ہے کہ: مل کر دعا کر سکتے ہو اور اجتماعی دعائیں اسی طرح مفید ہوتی ہیں، جس طرح دوسرے اجتماعی کاموں میں برکت ہوتی ہے۔ بہرحال یہاں یہ اجتماع ممکن ہے۔ وہاں تو یہ بھی نہیں ہے۔

سلطان باہو خواب میں۔ وہ خواب جن کو شرعی حیثیت حاصل ہوتی ہے وہ صرف پیغمبر کے خواب ہوتے ہیں، دوسرے کی حیثیت صرف نیک شگون اور مبارک تلمیح کی ہوتی ہے وہ مثبت احکام نہیں ہوتے۔

خواب کیا شے ہے؟ عالمِ غفلت اور بے ہوشی کی واردات کا نام ہے جو عموماً انسان کے اپنے شب و روز اور دلچسپیوں کا پرتو ہوتے ہیں۔ اگر خارج میں ان کے لیے کتاب و سنت میں کوئی اساس موجود ہوتی ہے تو ان کو "مبشرات" قرار دیا جا سکتا ہے جن کی گواہی گویا ان کی فطری نفسیات سے بھی حاصل ہو گئی ہے جو انسان کے ضمیر کے لیے "وجہِ طمانیت" بن سکتی ہے۔ اگر کتاب و سنت کے برعکس کوئی شے ہے تو گو وہ خود انسان کی اپنی "فطرتِ سیئہ" کی غمازی بھی ہوتی ہے تاہم ان کو اضغاثِ احلام (دوسرے لفظوں میں

گندم بنجار) کہہ سکتے ہیں۔

خواب میں بزرگوں کا ان خواب دیکھنے والوں سے رابطہ جن سے زندگی میں کوئی شناسائی نہیں رہی تھی نا قابلِ فہم بات نہیں ہے۔ دراصل بزرگوں کے بجائے خواب دیکھنے والے کی اپنی ہی طرف سے یہ ایک گونہ رابطہ اور کیفیت کی ایک شکل ہے۔ اس لیے اس رابطہ کو بزرگ کی طرف منسوب نہ کیجیے! اسے خواب دیکھنے والے کی ایک ذہنی اور قلبی نسبت ہی تصور کیجیے! اور یہ باتیں زندہ آدمیوں کے شئون اور احوال و ظروف کے قدرتی نمام (جیلمز) اور سائے ہیں جو انسان کے لاشعور خانوں تک دراز رہتے ہیں — جس کا اس وقت تک احساس نہیں ہوتا جب تک اسے کوئی مضراب نہیں چھیڑ پاتا۔ کبھی ایک بات ذہن میں ابھر کر دب جاتی ہے جو مدتوں طاقِ نسیاں کی زینت بن کر رہ جاتی ہے۔ لیکن یوں محسوس ہوتا ہے کہ جس طرح ٹیپ ریکارڈ کی ریل چلتے چلتے وہاں پہنچ جاتی ہے جہاں وہ آسودہ کسک بھی صدا دینے لگ جاتی ہے، جو کبھی اس میں بھر گئی تھی، وہی کیفیت ان ذہنی خانوں کی ہے کہ ان میں جو تصورات کبھی مرتسم ہو جاتے ہیں، وہ ایک وقت آتا ہے جو خیالوں اور خوابوں میں ابھرنے لگ جاتے ہیں مگر خود انسان ان کے احساس کرنے سے قاصر رہتا ہے کہ دماغ کے نہاں خانوں میں وہ کب آئے آکر پھر وہ کیوں اور کیسے بے آواز ہو کر رہ گئے اور اب کسی مضراب کے چھیڑنے پر وہ مچل اٹھے؟ اس لیے آپ اس بکھیڑے میں نہ پڑیں کہ اگر خوابیدہ ہستیوں کی طرف سے یہ رہنمائی کا روپ نہیں ہے تو پھر حکایات کے یہ سلسلے خواب میں کیونکر نمودار ہوئے۔

یہ تحریک شیطان کی طرف سے بھی ہو سکتی ہے، کیونکہ وہ نہایت معصومانہ طریقے سے خواب دیکھنے والے کو ان اللہ والوں کے مزارات کے قریب لاکر کھینچ دینا چاہتا ہے۔ جب اسلامی روپ میں ایک شخص اپنے دل میں کسی کی عظمت کا سکہ بٹھا لیتا ہے، تو پھر اسے اس کے گرد جمع کرنے میں اسے کوئی دقت نہیں رہتی۔

سلطان باہو کو جس نے خواب میں دیکھا ہے، ظاہر ہے اس کے سامنے ان کی بزرگانہ ایک خیالی تصویر ہی ہوگی، جن کو وہ خواب میں دیکھتا ہے، ہو بہو اس کی فوٹو ان کے سامنے آگئی ہو شکل ہے۔ اس لیے یہی کہا جائے گا کہ یہ خود ان کے اپنے قلبی واردات ہیں یا شیطان کی ڈپلومیسی ہے جو یوں اس کو قبر پرستی کے لیے ہموار کرنے کی کوشش کر رہا ہے کہ کسی طرح ان لوگوں سے ایک گونہ تعلق خاطر ہو جائے! ویسے بھی یہ ایک واقعہ ہے کہ ابلیس انبیاء علیہم السلام کے بہروپ میں نمودار نہیں ہو سکتا۔ باقی دنیا کی ہر چیز کے روپ میں آسکتا ہے، اس لیے یقینی طور پر یہ کہنا کہ یہ صاحب جو خواب میں نظر آئے ہیں واقعی حضرت باہو تھے بہت مشکل ہے۔